S_1999_5_422_427

عدالت عظمیٰ رپوٹس 1999 ایس یو پی پی 5 ایس سی آر

ستنم سنگھ

بنام۔

ریاست راجستھان

17 دسمبر 1999

جی۔بی۔پٹنائک اور ایم۔بی۔شاہ، جسٹسز

تعزیراتی ضابطہ، 1860 - دفعات 304 اے اور 303 کے تحت اثباتِ جُرم گواہوں کے ثبوت میں کمزوری - گواہوں کے بیانات ریکارڈ کرنے میں تاخیر - گواہوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے اپیل کنندہ کو جان بوجھ کر متوفی کو اپنے ٹرک سے کچلتے ہوئے دیکھا ہے - منعقد ہوا، ناقابل اعتماد - گواہ جس نے اپیل کنندہ کو جائے وقوعہ سے بھاگتے ہوئے دیکھا ہے - پکڑا گیا، قتلِ عمد کے جرم کو ثابت نہیں کرتا ہے - یہ جلد بازی اور لاپرواہی سے گاڑی چلانے کے جرم کو قائم کرتا ہے۔

اپیل کنندہ، جو ایک ٹرک ڈرائیور ہے، پر الزام لگایا گیا کہ اس نے جان بوجھ کر اپنے ٹرک کے نیچے 'ایم' کو کچل دیا۔ پی ڈبلیو 4 کی طرف سے درج کی گئی ایف آئی آر کی بنیاد پر آئی پی سی کی دفعہ 304 اے کے تحت مقدمہ درج کیا گیا، اور بعد میں اس معاملے کو آئی پی سی کی دفعہ 302 کے تحت ایک میں تبدیل کر دیا گیا۔ پی ڈبلیو 5، 6 اور 8 اس واقعے کے تین چشم دید گواہ تھے۔ پی ڈبلیو 5 نے اپنی گواہی میں کہا کہ اس نے اپیل کنندہ کو حادثے کے بعد جائے وقوعہ سے بھاگتے دیکھا تھا۔ پی ڈبلیو 6 اور 8 نے بتایا کہ اپیل کنندہ متوفی کے سڑک کے راستے آنے کا انتظار کر رہا تھا اور جیسے ہی اس نے متوفی کو سکوٹر پر آتے دیکھا، اس نے اسے اپنے تیز رفتار ٹرک کے نیچے کچل دیا۔ دفعہ 161 سی آر پی سی کے تحت تین چشم دید گواہوں کے بیانات تصدیق کے تین دن بعد ریکارڈ کیے گئے۔ گواہوں نے واقعے کے فوراً بعد کسی کو اس واقعے کے بارے میں نہیں بتایا تھا۔ پی ڈبلیو 6 نے دفعہ 161 سی آر پی سی کے تحت اپنے بیان میں واقعہ دیکھنے کا ذکر نہیں کیا تھا۔ پی ڈبلیو 8 نے دفعہ 161 سی آر پی سی کے تحت اپنے بیان میں ٹرک چلانے والے شخص کے طور پر اپیل کنندہ کا نام نہیں بتایا تھا۔ ٹرائل کورٹ نے پی ڈبلیو 6 اور 8 کے شواہد پر اثباتِ جُرم نہیں کیا اور پی ڈبلیو 5 کے شواہد اور محرک پر بھروسہ کرتے ہوئے اپیل کنندہ کو آئی پی سی کی دفعہ 302 کے تحت مجرم قرار دیا۔ عدالت عالیہ نے پی ڈبلیو 5

کے ساتھ ساتھ پی ڈبلیو 6 اور 8 کے شواہد پر بھروسہ کرتے ہوئے آئی پی سی کی دفعہ 302 کے تحت سزا کو برقرار رکھا۔

اس عدالت میں اپیل میں، اپیل کنندہ نے دعوی کیا کہ دفعہ 161 سی آر پی سی کے تحت درج کیے گئے ان کے بیان میں مادی کمی کے پیش نظر تین چشم دید گواہوں کے شواہد پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اور یہ کہ پی ڈبلیو 5 کی گواہی پر دفعہ 161 سی آر پی سی کے تحت اس کے بیان کے طور پر کوئی انحصار نہیں کیا جا سکتا۔ واقعہ کے تین دن بعد ریکارڈ کیا گیا تھا اور اس نے واقعے کے بارے میں کسی کو مطلع نہیں کیا تھا؛ اور یہ کہ اگر پی ڈبلیو 5 کے ثبوت پر بھروسہ کیا جائے تو بھی جرم کو دفعہ 304 اے کے تحت کہا جا سکتا ہے نہ کہ آئی پی سی کی دفعہ 302 کے تحت۔ مدعا علیہ ریاست اور مخبر نے دعوی کیا کہ عدالت عالیہ نے پی ڈبلیو 6 اور 8 کے شواہد پر صحیح طور پر بھروسہ کیا تھا، اور یہ کہ جس مقصد اور حالات کے تحت متوفی کو کچل دیا گیا تھا، واضح طور پر یہ ثابت کرتا ہے کہ اپیل کنندہ نے جان بوجھ کر متوفی کو قتل کیا تھا اور یہ جلد بازی اور لاپرواہی سے گاڑی چلانے کا معاملہ نہیں تھا۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے، عدالت۔

منعقد:.1 استغاثہ آئی پی سی کی دفعہ 302 کے تحت جرم اثباتِ جُرم کرنے میں ناکام رہا ہے۔ اپیل کنندہ کی آئی پی سی کی دفعہ 302 کے تحت سزا کو کالعدم قرار دیا گیا ہے اور اسے آئی پی سی کی دفعہ 304 اے کے تحت سزا سنائی گئی ہے۔(427-ایف)

.2 اگر پی ڈبلیو 5 کے بیان پر بھی بھروسہ کیا جائے تو بھی مذکورہ ثبوت آئی پی سی کی دفعہ 302 کے تحت قتلِ عمد کے جرم کو ثابت نہیں کرے گا اور زیادہ سے زیادہ جرم آئی پی سی کی دفعہ 304 اے کے تحت کیا جائے گا۔(426-سی)

.3 پی ڈبلیو 6 اور 8 کے ثبوت پر کوئی انحصار نہیں کیا جا سکتا۔ اگر پی ڈبلیو 6 اور 8 کے شواہد کو نظر انداز کیا جائے تو پی ڈبلیو 5 کے شواہد پر یہ ماننا مشکل ہے کہ جان بوجھ کر تیز رفتار سے گاڑی چلا کر اور پھر ٹرک کے ذریعے متوفی کو کچل کر قتلِ عمد کا مقدمہ معقول شک سے بالاتر قرار دیا گیا ہے۔(427-ای-ایف)

فوجداری اپیلٹ کا دائرہ اختیار: 1998 کی فوجداری اپیل نمبر 64۔

راجستھان عدالت عالیہ، جودھ پور کے D.B.Crl اپیل نمبر 132/95 کے فیصلے اور حکم سے۔

شرکت کرنے والی پارٹیوں کے لیے سشیل کمار جین، اے اے جی، راجستھان، سشیل کمار، یو آر للت، وی جے فرانسس، اے رادھا کرشنن، آر پی وادھوانی، محترمہ مردولا اگروال، مہابیر سنگھ،

اے مشرا اور محترمہ انجلی دوشی۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

پٹنائک، جسٹس : اپیل کنندہ، ایک ٹرک ڈرائیور کو آئی پی سی کی دفعہ 302 کے تحت مجرم قرار دیا گیا تھا اور اسے 1994 کے سیشن کیس نمبر 33 میں سری گنگانگر کے ایڈیشنل سیشن جج نے عمر قید کی سزا سنائی تھی۔ اپیل پر، مذکورہ اثباتِ جُرم اور سزا کو راجستھان کی عدالت عالیہ نے برقرار رکھا ہے۔ موجودہ اپیل مذکورہ اثباتِ جُرم اور سزا کے خلاف ہے۔

پراسیکیوشن کا مقدمہ مختصر طور پر یہ ہے کہ 26.8.92 پر 10.55 شام کو متوفی منیر خان اپنے سکوٹر پر جا رہا تھا اور اپیل کنندہ جو ٹرک ڈرائیور تھا، نے جان بوجھ کر اس کے خلاف دھاوا بول دیا اور اسے ٹرک کے نیچے کچل دیا، جس کے نتیجے میں منیر خان کی موت ہوگئی۔ ابتدائی طور پر، آئی پی سی کی دفعہ 304 اے کے تحت مقدمہ درج کیا گیا تھا لیکن بعد میں، آئی پی سی کی دفعہ 302 کے تحت چارج شیٹ دائر کی گئی اور اپیل کنندہ کو آئی پی سی کی دفعہ 302 کے تحت مجرم قرار دیا گیا، جیسا کہ پہلے ہی کہا جا چکا ہے۔ پی ڈبلیو 4 نے سورت گڑھ پولیس اسٹیشن، نمائش صفحہ 4 کو شام 11.15 پر ایک رپورٹ دی، جسے ایف آئی آر سمجھا گیا اور پولیس نے تفتیش شروع کی۔ مذکورہ ایف آئی آر کی بنیاد پر پی ڈبلیو 10 نے آئی پی سی کی دفعہ 304 اے کے تحت مقدمہ درج کیا۔ اس کے بعد تفتیش پی ڈبلیو 15 کے حوالے کر دی گئی، جسے فوری طور پر ہسپتال گیا اور معلوم ہوا کہ زخمی کی موت ہوگئی ہے اور اس لیے کیس کو آئی پی سی کی دفعہ 302 میں تبدیل کر دیا گیا۔ پی ڈبلیو 5؛ 6 اور 8 کو اس واقعے کا چشم دید گواہ سمجھا جاتا ہے۔ استغاثہ کے مقدمے کے مطابق، ملزم کا موہن سنگھ نامی شخص کے ساتھ کچھ تنازعہ تھا اور پنچایت میں یہ طے پایا کہ موہن سنگھ ملزم کو کچھ معاوضہ ادا کرے گا اور متاثرہ منیر خان نے ادائیگی کی ضمانت دی تھی، لیکن چونکہ کوئی رقم ادا نہیں کی گئی اور ضامن نے اپنی ذمہ داری پوری نہیں کی، اس لیے ملزم نے اپنی جان لینے کا انتہائی قدم اٹھایا۔ استغاثہ کے ذریعے جانچ پڑتال کیے گئے تین چشم دید گواہوں میں سے ٹرائل جج نے پی ڈبلیو 6 اور 8 پر یقین نہیں کیا لیکن پی ڈبلیو 5 کے شواہد اور مقصد پر بھروسہ کیا جیسا کہ پہلے ہی بیان کیا گیا ہے، اور اس نتیجے پر پہنچے کہ ملزم نے متوفی کو اپنے ٹرک کے نیچے کچل کر قتلِ عمد کیا۔ اگرچہ استغاثہ نے اس ماورائے عدالت اقبالِ جرم پر بھی انحصار کیا جو مبینہ طور پر ملزم نے پی ڈبلیو 3 کے سامنے کیا تھا لیکن فاضل سیشن جج کے ساتھ ساتھ عدالت عالیہ نے بھی اس پر بھروسہ نہیں کیا اور نام نہاد ماورائے عدالت اقبالِ جرم کو غور کے دائرے سے خارج کر دیا۔ عدالت عالیہ نے پی ڈبلیو 5 پر بھروسہ کرنے کے علاوہ اس نتیجے پر پہنچنے میں پی ڈبلیو 6 اور 8 پر بھی بھروسہ کیا کہ یہ مقدمہ قتلِ عمد کا ہے۔

اپیل گزار کے فاضل وکیل، مسٹر سشیل کمار نے ہمارے سامنے دلیل دی کہ تین چشم دید گواہوں پی ڈبلیو5، 6اور 8 کے شواہد پر دفعہ 161 سی آر پی سی کے تحت درج کیے گئے ان کے بیان میں کئی مادی خامیوں کے پیش نظر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اور عدالتوں نے اس پر بھروسہ کرنے میں غلطی کی۔ فاضل وکیل نے مزید دلیل دی کہ اگر پی ڈبلیو 5 کے شواہد پر بھی بھروسہ کیا جائے، جس نے ملزم کو ٹرکوں سے اترتے ہوئے اور جائے وقوع سے بھاگتے ہوئے دیکھا، تو زیادہ سے زیادہ جرم کو دفعہ 304 اے کے تحت کہا جا سکتا ہے نہ کہ دفعہ 302 کے تحت کیونکہ یہ ماننا مشکل ہے کہ ملزم اپیل کنندہ نے جان بوجھ کر متوفی کو اپنے ٹرک کے نیچے کچل دیا تھا۔

دوسری طرف مخبر کی طرف سے پیش ہوئے فاضل وکیل مسٹر یو آر للت اور ریاست کی طرف سے پیش ہوئے مسٹر ایس کے جین نے دلیل دی کہ عدالت عالیہ نے پی ڈبلیو 6 اور 8 کے شواہد پر صحیح طور پر اثباتِ جُرم کیا، جنہوں نے واضح طور پر اشارہ کیا کہ ملزم متوفی کے سڑک کے راستے آنے کا انتظار کر رہا تھا اور پھر جیسے ہی اس نے متوفی کو سکوٹر پر آتے دیکھا، ملزم نے اسے تیز رفتاری والے ٹرک کے نیچے کچل دیا اور اس لیے یہ جرم قتلِ عمد کا ہے اور دفعہ 302 کے تحت سزا نا قابل سماعت ہے۔ مسٹر للت کے مطابق، مقصد یہ ثابت ہو چکا ہے کہ متوفی ضامن تھا اور پھر بھی ملزم کو ضروری ادائیگی نہیں کر سکا اور ملزم کو اس معاملے پر ناراضگی ہے اور جن حالات میں ٹرک سکوٹر کے اوپر سے گزرا، اس حقیقت کو واضح طور پر ثابت کرتا ہے کہ ملزم نے جان بوجھ کر متوفی کو قتل کیا اور یہ جلد بازی اور لا پرواہی سے گاڑی چلانے کا معاملہ نہیں ہے۔

پوسٹ مارٹم رپورٹ اور ڈاکٹر کے شواہد سے یہ بلاشبہ ثابت ہوا ہے کہ متوفی جب اپنے سکوٹر پر چل رہا تھا، ٹرک نمبر۔ آر ایس سی-1313 نے اس کے خلاف دھاوا بول دیا اور اس کے اوپر سے بھاگ گیا، جس کے نتیجے میں متوفی کی موت ہوگئی اور اس طرح موت قتل عام کی نوعیت کی ہے۔ درحقیقت مندرجہ ذیل فورمز کے اس نتیجے پر کہ متوفی کی قتل عام سے موت ہوئی، اس عدالت میں حملہ نہیں کیا گیا ہے۔ ایف آئی آر پی ڈبلیو 4 کے ذریعے واقعے کے فوراً بعد درج کیا گیا تھا اور یہ ایک واضح بیان دیتا ہے کہ متوفی کا سکوٹر ٹرک نمبر RSC-1313 کے نیچے کیسے آیا، جو تیز رفتار سے آ رہا تھا۔ ٹرک بذریعے تعلق ملزم سے ہے جو استغاثہ کے شواہد سے ثابت ہوتا ہے۔ پی ڈبلیو 5 کے شواہد سے مزید پتہ چلتا ہے کہ اس نے ملزم کو ٹرک سے نیچے اترتے اور حادثے کے بعد جائے وقوع سے بھاگتے دیکھا۔ یہ حقیقت کہ ٹرک ملزم کا ہے، پی ڈبلیو 5 کے ثبوت کے ساتھ پڑھا گیا کہ اس نے ملزم کو ٹرک سے اترتے ہوئے اور حادثے کے بعد بھاگتے ہوئے دیکھا، اس حقیقت کو ثابت کرتا ہے کہ متعلقہ وقت پر ملزم ٹرک چلا رہا تھا جو اس سکوٹر سے ٹکرا گیا جس پر متوفی جا رہا

تھا۔ تاہم غور کے لیے جو اہم سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا استغاثہ کی طرف سے پیش کردہ مواد اس حقیقت کو ثابت کرتا ہے کہ ملزم نے جان بوجھ کر متوفی کے سکوٹر کو ٹکر ماردی اور متعلقہ وقت پر متوفی کو کچل دیا۔ واضح رہے کہ اگرچہ پی ڈبلیو 4 نے واقعے کے فوراً بعد ایف آئی آر درج کرایا تھا لیکن تین چشم دید گواہوں پی ڈبلیو 5، 6 اور 8 کے ناموں کا ذکر اس میں نہیں کیا گیا تھا۔ لیکن اس سے خود تینوں چشم دید گواہوں کی ساکھ کا مواخذہ نہیں ہوگا۔ یہ سوال کہ آیا ملزم نے متوفی کے خلاف جان بوجھ کر اس کی موت کا سبب بنایا نہیں، مذکورہ تین گواہوں پی ڈبلیو 5، 6 اور 8 کے شواہد پر منحصر ہوگا۔ جہاں تک مخبر پی ڈبلیو 4 کا تعلق ہے، اگرچہ اس کے شواہد کے مطابق وہ ٹرک سے 30 پاس کے فاصلے پر تھا جب ٹرک نے سکوٹر کو ٹکر ماری اور وہ ملزم ستنم سنگھ کو کافی سالوں سے جانتا تھا اور اس جگہ پر بجلی کی بہت بڑی روشنی تھی، پھر بھی وہ ستنم سنگھ کی شناخت نہیں کرسکا، ٹرک چلا رہا تھا یا ٹرک سے نیچے اتر کر بھاگ رہا تھا۔ پی ڈبلیو 5 متوفی کے ساتھ ساتھ ملزم کو بھی جانتا ہے اور اس کے شواہد کے مطابق جب وہ ریلوے اسٹیشن سے پیدل اپنے گھر کی طرف جارہا تھا تو یہ واقعہ پیش آیا۔ اس نے ایک سکوٹر کو پیچھے سے ایک ٹرک سے ٹکراتے ہوئے دیکھا اور آگے چلا گیا۔ وہ مزید ستنم سنگھ کو ٹرک سے نیچے اترتے اور کالونی کی طرف بھاگتے ہوئے دیکھ سکتا تھا۔ مسٹر سشیل کمار نے ہمارے سامنے دلیل دی کہ دفعہ 161 سی آر پی سی کے تحت ان کے بیان کے طور پر ان کی گواہی پر کوئی انحصار نہیں کیا جانا چاہیے۔ جو واقعے کے تین دن بعد ریکارڈ کیا گیا تھا اور اس نے کسی کو اس واقعے کے بارے میں مطلع نہیں کیا تھا، اس نے دفعہ 161 کے تحت ریکارڈ کیے گئے اپنے بیان میں کئی غلطیوں بذریعے بھی حوالہ دیا تھا لیکن ان غلطیوں سے گزرنے پر ہم خود کو گواہی کو مکمل طور پر مسترد کرنے پر آمادہ کرنے سے قاصر ہیں۔ لیکن یہاں تک کہ اگر ہم اس گواہ کے بیان پر بھروسہ کرتے ہیں؛ مذکورہ ثبوت آئی پی سی کی دفعہ 302 کے تحت قتلِ عمد کے جرم کو ثابت نہیں کرے گا اور زیادہ سے زیادہ جرم آئی پی سی کی دفعہ 304 اے کے تحت ہوگا۔ جہاں تک پی ڈبلیو 6 کے شواہد کا تعلق ہے، سمجھا جاتا ہے کہ وہ پان کی دکان پر موجود تھا اور پان کا پتی لیتے ہوئے وہ سڑک پر جارہا تھا، جو ٹرک کھڑا تھا اور ملزم ستنم سنگھ ٹرک کے قریب کھڑا تھا، انتظار کررہا تھا اور کسی کو دیکھ رہا تھا اور اس کے شواہد کے مطابق جیسے ہی متوفی منیر خان سکوٹر پر آیا، ستنم نے اپنا ٹرک شروع کیا، سکوٹر کا پیچھا کیا اور تیز رفتار سے ٹرک چلایا، اور منیر خان کے سکوٹر کو ٹکر ماردی۔ اگر یہ ثبوت قبول کیا جاتا ہے، تو یہ ماننا ضروری ہے کہ ملزم نے قتلِ عمد کا جرم کیا ہے۔ لیکن غور طلب سوال یہ ہے کہ کیا اس گواہ کے بیان پر بالکل بھی بھروسہ کیا جاسکتا ہے۔ اس گواہ کی جرح سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے پہلے بیان میں جو دفعہ 161 سی آر پی سی کے تحت درج کیا گیا ہے۔ نمائش D-3، اس نے یہ اشارہ بھی نہیں کیا تھا کہ اس نے واقعہ دیکھا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس نے کسی کو یہ نہیں بتایا کہ ٹرک

ستنم سنگھ چلا رہا تھا جس سے حادثہ پیش آیا تھا۔اس نے وضاحت پیش کی کہ جب اس نے ہسپتال جاتے ہوئے اپنے بھائی کو یہ حقیقت بتائی تو اس کے بھائی نے اس پر زور دیا کہ وہ اس تنازعہ میں ملوث نہ ہو اور اسی وجہ سے اس نے کسی دوسرے شخص کو یہ بات نہیں بتائی۔لیکن اپنے بھائی سے ملنے سے پہلے جب وہ حادثے کی جگہ پر پی ڈبلیو 4 سے ملا، تب بھی اس نے پی ڈبلیو 4 کو مطلع نہیں کیا تھا کہ ملزم گاڑی چلا رہا ہے۔اس کی کوئی وجہ نہیں بتائی جا سکی کہ پی ڈبلیو 4 کو پی ڈبلیو 6 کی طرف سے یہ کیوں نہیں بتایا گیا کہ یہ ملزم ہے جو گاڑی چلا رہا تھا، چاہے تفصیلات بیان نہ کی گئی ہوں۔اپنے پہلے بیان میں، اگرچہ اس نے یہ نہیں کہا تھا کہ وہ اپنے بھائی سے جائے وقوع سے کچھ فاصلے پر ملا تھا اور یہ حقیقت کہ اس کے بھائی نے اسے تنازعہ میں ملوث نہ ہونے سے منع کیا تھا، یہاں تک کہ وہ ہسپتال بھی گیا تھا اور وہاں بھی اس نے ہسپتال میں کسی کو واقعہ سے آگاہ نہیں کیا تھا اور نہ ہی ستنم سنگھ کا نام بتایا تھا۔یہ حقیقت کی صورت حال ہے اور متعلقہ گواہ نے دفعہ 161 سی آر پی سی کے تحت درج اپنے پہلے بیان سے اس طرح کی مادی غلطیاں کی ہیں۔اس گواہ کی گواہی پر بھروسہ کرنا مشکل ہے اس نتیجے پر پہنچنے کے لیے کہ ملزم متوفی کی آمد کے لیے اپنا ٹرک پارک کر کے انتظار کر رہا تھا اور جیسے ہی اس نے متوفی کو سکوٹر پر آتے دیکھا، پھر اس کا ٹرک متوفی سے ٹکرا گیا۔اسی اثر کے لیے پی ڈبلیو 8 کا ثبوت ہے، جو پی ڈبلیو 6 کے ساتھ تھا اور پان کا پتی لینے کے بعد سڑک پر جا رہا تھا۔پی ڈبلیو 6 اور 8 دونوں کا پولیس نے تین دن بعد معائنہ کیا حالانکہ وہ ہسپتال میں دستیاب تھے جب پولیس اگلی صبح 27.8.92 پر پہلے گئی تھی جب پولیس سائٹ پلان تیار کر رہی تھی جیسا کہ پی ڈبلیو 4 کے شواہد سے ظاہر ہوتا ہے۔تفتیشی افسر کی طرف سے کوئی معقول وضاحت سامنے نہیں آ رہی ہے کہ دونوں اہم گواہوں سے تین دن تک پوچھ گچھ کیوں نہیں کی گئی۔پھر، اگر پی ڈبلیو 8 کی جانچ پڑتال کی جاتی ہے، تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے ٹرک چلانے والے شخص کے طور پر ستنم سنگھ کا نام بھی پردیپ بشنوئی یا کسی دوسرے شخص کو نہیں بتایا تھا۔عدالت میں اپنے شواہد کے مطابق اس نے ملزم ڈرائیور کے نام کا ذکر کیا لیکن دفعہ 161 سی آر پی سی کے تحت پولیس کے ذریعے درج کردہ نمائش صفحہ 5 کے تحت اپنے بیان میں اس کو جگہ نہیں ملتی۔وہ تسلیم کرتا ہے کہ اس نے ہسپتال میں کسی کو یہ حقیقت نہیں بتائی تھی کہ ستنم سنگھ ٹرک چلا رہا تھا۔وہ یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ اس نے اگلے دن بھی پولیس کو کوئی معلومات ظاہر نہیں کیں۔ان دو گواہوں کے شواہد کو دیکھنے پر، ہمیں یہ فیصلہ کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے کہ فاضل سیشن جج نے پی ڈبلیو 6 اور 8 پر صحیح طور پر بھروسہ نہیں کیا اور عدالت عالیہ نے ان دو گواہوں کے شواہد میں موجود کمزوریوں کو غلطی بذریعے نظر انداز کر دیا۔ہماری رائے میں، پیشگی بیان کردہ دو گواہوں کے ثبوت پر کوئی انحصار نہیں کیا جا سکتا۔اگر ہم غور سے پی ڈبلیو 6 اور 8 کے شواہد کو نظر انداز کرتے ہیں، تو پی ڈبلیو 5 کے

شواہد پر، یہ ماننا مشکل ہے کہ جان بوجھ کر تیز رفتار سے گاڑی چلا کر اور پھر ٹرک کے ذریعے متوفی کو کچل کر قتلِ عمد کا مقدمہ معقول شک سے بالاتر قرار دیا جا سکتا ہے۔ مذکورہ بالا احاطے میں، ہماری رائے ہے کہ استغاثہ آئی پی سی کی دفعہ 303 کے تحت جرم کو قائم کرنے میں ناکام رہا ہے۔ ہم، اس کے مطابق، اپیل کنندہ کی دفعہ 302 آئی پی سی کے تحت اثباتِ جُرم اور اس کے تحت دی گئی اثباتِ جُرم کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور اسے دفعہ 304 اے آئی پی سی کے تحت مجرم قرار دیتے ہیں اور اسے دو سال کی مدت کے لیے قید کی اثباتِ جُرم دیتے ہیں۔ چونکہ ملزم اپیل کنندہ 1992 میں اپنی گرفتاری کے بعد سے ہی حراست میں ہے، اس لیے ملزم اپیل کنندہ کو فوری طور پر رہا کیا جائے، جب تک کہ اسے کسی دوسرے معاملے میں اس کی ضرورت نہ ہو۔

فوجداری اپیل کی اجازت ہے۔

کے۔کے۔ٹی۔

اپیل منظور کی جاتی ہے۔